Cosmos Multidisciplinary Research E-Journal
Online Available at www.cmrj.in
Recognized International Peer Reviewed Journal
Impact Factor 4.94
ISSN No. 2456-1665

Concept of Feminism in Short Stories of Qurratul-Ain Hyder

قرۃالعین حیدر کے افسانوں میں تانیثیت

سید شبیر سید وزیر (ریسرچ اسکالر)
ڈاکٹر باباصاحب امبیڈکر مراٹھواڑہ یونیورسٹی اورنگ آباد

ریسرچ گائیڈ: پروفیسر ڈاکٹر مقبول سلیم
صدر شعبہ اردو، پر میلا دیوی پاٹل آرٹس اینڈ سائنس کالج، نیک نور، ضلع بیڑ

تانیثیت ایک ایسی اصطلاح ہے جس کے معنی و مفہوم ایک جملے میں متعین کرنا ممکن نہیں ہے۔ یہ ہمہ پہلو اصطلاح ہے مثلاً اس میں انفرادیت، جذبات و احساسات، تصور، فکر ،شعور۔ اقتصادی، سیاسی اور مذہبی پہلوؤں کے علاوہ اس میں نسلِ انسانی کے حصولِ زندگی کا منشور واقع ہے۔

لفظ ''تانیثیت'' عربی زبان کے لفظ ''تانیث'' سے مشتق ہے۔ جس کے لغوی معنی مونث کی علامت لگانا ہے۔ مترجمین نے Feminism کا ترجمہ تانیثیت سے کیا۔

تانیثیت عورتوں کو مردوں جیسے حقوق دلانے کی وکالت کرتی ہے۔ ۱۸۹۱ میں پہلی بار انگلینڈ میں لفظ ''Feminism'' عورتوں کے مساویانہ حقوق کی لڑائی میں استعمال ہوا اور بعد میں پوری دنیا میں طبقۂ نسواں اور مرد غالب معاشرے کے درمیان امتیازات اور اعتراضات کے لیے استعمال کیا جانے لگا۔ یعنی مرد غالب معاشرے میں طبقۂ نسواں کی ذہنیت کو مرد کے ہاتھوں ہدفِ ملامت بنانا، سماج میں مرد کی مرکزیت اور عورت کی ثانویت، الغرض پدری نظام میں عورت کی سیاسی، معاشی، اور جنسی استحصال سے لے کر جبر و زیادتی، غیر مساوی حقوق، عدم تحفظ اور اخلاقی اقدار وغیرہ کے تمام مسائل پر جب سیاسی، اقتصادی، اخلاقی، مذہبی، تعلیمی اور معاشرتی زندگی کی نشاندہی کراتا ہے، اس کے علاوہ اس میں حیات کے دونوں طبقوں (مرد اور عورت) کی زندگی کے ایسے خارجی و داخلی اعتراضات مضمر ہیں جو اس کے فکری تصور کو اپنا بنیادی ڈھانچہ بنائے رکھنے میں مدد دیتے ہیں۔

تانیثیت Feminism دراصل عورت کا شدید احتجاج ہے اپنے استحصال کے خلاف عہدِ جدید کے تقاضوں سے خواتین کی ہم آہنگی کا نام ہے۔ سماج میں خواتین کے ساتھ ہو رہی حق تلفی کو ختم کرنے کی ایک مہم ہے، گویا تانیثیت میں نئی روح پھونکنے کا عزمِ مصمم ہے۔

جب ہم اردو ادب میں تانیثیت کا جائزہ لیں تو پتہ چلتا ہے کہ ڈاکٹر رشید جہاں تانیثی فکر و شعور کی پہلی نمائندہ خاتون ہیں۔ بیسویں صدی کے وسط میں ترقی پسند تحریک سے کچھ عرصہ قبل افسانوی مجموعہ ''انگارے'' کی اشاعت نے ایک انقلاب برپا کر دیا۔ گویا یہی اردو ادب میں تانیثی رجحان کا پہلا ایجنڈا تھا۔ اور ڈاکٹر رشید جہاں تانیثی رجحان کی روحِ رواں۔ بے باک خاتون رشید جہاں کے بعد عصمت چغتائی جیسی باغیانہ طبیعت کی حامل نڈر قلم کار خواتین نے کبھی پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا اور ادب میں اپنی تخلیقات کے ذریعے خواتین میں شعور اور تانیثی فکر کو اجاگر کرنے لگیں۔ قانون نے بھی حقوق دینے میں خواتین کی مدد کی۔ عورت پر ہونے والے ظلم کے رویوں کو بدلنے کے لیے ماحول کو سازگار کرنے میں دلچسپی لی۔ خواتین کو پدرانہ سماج میں جینا سکھایا اور خواتین قلم کاروں نے افسانوی ادب کی دنیا میں اپنا اہم مقام بنا لیا۔ جن میں چند مخصوص نام یہ ہیں: حجاب امتیاز علی، عصمت چغتائی، قرۃ العین حیدر، خدیجہ مستور، ہاجرہ مسرور، جیلانی بانو، فریدہ زین، ذکیہ مشہدی، لالی چودھری، نگار عظیم، ترنم ریاض، شائستہ فاخری، غزال ضیغم اور ثروت خان وغیرہ۔

قرۃ العین حیدر ۲۰، جنوری ۱۹۲۷ میں اتر پردیش کے شہر علی گڑھ میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد سجاد حیدر یلدرم اردو کے پہلے افسانہ نگار شمار کیے جاتے ہیں۔ تقسیم ہند کے بعد قرۃ العین حیدر کا خاندان پاکستان چلا گیا تھا لیکن بعد میں انھوں نے بھارت آکر رہنے کا فیصلہ کیا تھا۔ قرۃ العین نے لاہور، دیرہ دون اور لکھنؤ کانونٹ اسکولوں میں ابتدائی تعلیم پائی۔ گھساری منڈی اسکول، لکھنؤ اور ہیڈ ریلیز اسکول آف لندن میں آرٹ کی تعلیم پائی۔ کیمبرج یونیورسٹی سے ۱۹۵۲ میں انگریزی ادب کا شارٹ کورس کیا۔ اسکے علاوہ ریجنٹ اسٹریٹ پولی ٹیکنیک لندن سے صحافت کی تعلیم حاصل کی۔

سجاد حیدر یلدرم اور نذر سجاد حیدر یلدرم کی نامور بیٹی ۱۹۵۰ میں وزراتِ اطلاعات و نشریات، کراچی میں ملازم ہوئیں۔ لندن میں ۱۹۵۲ میں پاکستان ہائی کمیشن پریس اتاشی رہیں۔ ۱۹۵۴ میں پاکستان انٹرنیشنل ایئرلائنز (A.I.A) میں انفارمیشن آفیسر کی ذمہ داری سنبھالی۔ وزرات اطلاعات و نشریات میں ۱۹۵۵ تا ۱۹۶۰ ڈاکیومینٹری فلموں کی پروڈیوسر، رائٹر کے علاوہ ''پاکستانی کوارٹرلی'' کی ایکٹنگ ایڈیٹر کے طور پر کام کیا۔ ۱۹۶۱ میں پاکستان سے بھارت منتقل ہو گئیں اور ''امپرنٹ'' بمبئی کی مدیرہ کے طور پر کام کرنے کے ساتھ ساتھ ''السٹرٹیڈ ویکلی آف انڈیا'' سے بھی وابستہ رہیں۔ ''سنٹرل بورڈ آف فلمز سنسر'' کی ممبر بھی رہیں۔ ۱۹۶۸ تا ۱۹۷۷ ''ساہتیہ اکاڈمی جنرل کونسل'' کی اردو ایڈوائزری بورڈ

کی رکن کے طور پر کام کیا۔ شعبۂ اُردو، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں وزٹنگ پروفیسر رہیں۔ بمبئی میں قیام کے دوران انگریزی مجلّہ ''Imprint'' کی مینجنگ ایڈیٹر کے طور پر کام کیا اور'' بینٹ کولمن گروپ''کی ممبر بھی رہیں۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی میں ۱۲؍ جنوری تا مارچ ۱۹۷۹ اور شعبۂ اُردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں (۸۲۔۱۹۸۱) وزٹینگ پروفیسر رہیں۔ انھوں نے شادی نہیں کی۔ آخری دنوں میں ان کا مستقل قیام نوئیڈا میں تھا۔ طویل علالت کے بعد نوئیڈا کے ہی کیلاش ہسپتال میں ۲۰ اور ۲۱ اگست ۲۰۰۷ کی درمیانی رات ساڑھے تین بجے قرۃ العین حیدر انتقال کر گئیں۔

۱۱ سال کی عمر سے ہی کہانیاں لکھنے والی قرۃ العین حیدر کو اردو ادب کی ورجینا وولف کہا جاتا ہے۔ انھوں نے پہلی بار اردو میں '' سٹریم آف کونشیسنز'' تکنیک کا استعمال کیا تھا۔ اس تکنیک کے تحت کہانی ایک ہی وقت میں مختلف سمت میں چلتی ہے۔ قرۃ العین حیدر کے ناولوں اور افسانوں میں عورت کی بدحالی کا ذکر کیا گیا ہے۔ بطور خاص ان کی افسانہ نگاری مغرب و مشرق میں چل رہی تانیثی تحریک سے متاثر نظر آتی ہے۔ گرچہ ان کے یہاں عورت کے کردار اونچی آواز میں اپنے وجود کی شناخت نہیں کراتے لیکن دبے دبے لہجے میں اپنے ہونے کا احساس کرا جاتے ہیں۔

قرۃ العین حیدر کے افسانوں کا تجزیہ کیا جائے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کے افسانوں میں رومانی لباس میں مشرقی عورت کا کرب، استحصال، نابراری، عدم تحفظ، جبر و زیادتی، جنسی استحصال وغیرہ کی ترجمانی ہوتی ہے۔ ان کے افسانوں میں جدید دور کی عورت کسی نہ کسی نسوانی کردار میں پوشیدہ ہے۔ جو مرد غالب معاشرے میں اپنا منشور منوانے کے لیے جدوجہد کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔

قرۃ العین حیدر کے یہاں عورت کی داخلی و خارجی زندگی کی عکاسی ملتی ہے۔ انہوں نے عورت کے جذبات واحساسات، عورت کی نفسیات الغرض عورت کی زندگی کے ہر پہلو کو بیان کرنے میں اپنی تمام تر تخلیقی صلاحیتوں کا استعمال کیا ہے اور یہی بات ایک ممتاز افسانہ نگاروں کی صف میں کھڑا کر دیتی ہے۔ قرۃ العین حیدر کے افسانوں میں تانیثیت کا رنگ غالب ہے۔ جو انہیں تانیثی فکر کے نظریہ سازوں کی فہرست میں شامل کر دیتا ہے۔ ثریا جمال لکھتی ہیں:

''قرۃ العین حیدر کے یہاں آزاد تلازمۂ خیال (Stream of consciousness) کو شعوری طور پر اپنانے کے رجحان کے علاوہ جدید انسان کا کرب جس شدت سے ملتا ہے اس کی مثال اردو میں کم ہی لکھنے والوں کے پاس مل سکے گی۔ عموماً عالمی سطح پر اور خصوصاً برِ صغیر ہندوپاک کے دانشوروں So called intellectual طبقہ کے ذہنی اور نفسیاتی پسماندگی کو انتہائی فنکاری اور چابکدستی سے پیش کرنے میں قرۃ العین حیدر کو خاص ملکہ حاصل ہے۔''(۱)

قرۃ العین حیدر کے افسانوں میں ''عورت'' مرکزی موضوع کی حیثیت رکھتی ہے۔ ان کے افسانوں میں عورت کی داخلی اور خارجی زندگی کی تصویریں ہیں۔ وہ مرد غالب معاشرے کو اپنے زاویۂ نگاہ سے دیکھتی ہیں۔ اور اپنی تخلیقی صلاحیتوں سے تراشنے کی کوشش کرتی ہیں۔ اپنے ایک انٹرویو میں یوں بیان کرتی ہیں:

''کیوں نہیں جب ہمارا پوائنٹ آف ویو عورت ہے۔ ہم عورت کے نقطۂ نظر سے دیکھتے ہیں دنیا کو، تو ظاہر ہے کہ ہم اسی کو Present کریں گے۔''(۲)

قرۃ العین حیدر نے خواتین کے مسائل کا تذکرہ کر کے سماجی شعور کو جھنجوڑا اور بیدار کیا اور ساتھ ہی ساتھ عورتوں کے مساوی حقوق کی بات کی۔ عورت کی نفسیات و احساسات کا گہرا مشاہدہ کیا اور اپنی فن کارانہ صلاحیت سے اس مشاہدے کو قلمی تصویروں سے معاشرے کو عورت کی تئیں روشناس کرایا، لیکن کبھی کامیابی ملی تو کبھی ناکامی۔ کیونکہ سماج مرد کے بنائے ہوئے اصولوں پر مبنی ہے جس میں عورت کی حیثیت کچھ نہیں ہے۔

تانیثی نقطۂ نظر سے اگر قرۃ العین حیدر کے افسانوں کا جائزہ لیں تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ قرۃ العین حیدر حیات کے ہر گوشے تک فکر و فن کے چراغ سے روشنی بہم پہنچاتی رہتی ہیں۔ اور یہ روشنی اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک ذہن ان گوشوں تک رسائی نہ پالے۔ قرۃ العین حیدر معاشرے کی اصلاح چاہتی ہیں۔ ایک ایسی اصلاح جس سے مرد اور عورت دونوں شانہ بشانہ ترقی کی راہ پر گامزن ہوں۔ ان کے افسانوں میں ایک ایسا ترقی یافتہ معاشرہ اور ایک مثالی نظام ہے جس میں عورت کو مساویانہ حقوق حاصل ہوں اور عورت کی خواہش کروٹیں لیتی ہوئی دکھائی دیتی ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ قرۃ العین حیدر کو تانیثی فکر کے اہم نظریہ سازوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ ان کے افسانوں میں ماضی اور حال دونوں کا تجربہ پایا جاتا ہے۔

قرۃ العین حیدر کے افسانوں کا تانیثی نقطۂ نظر سے جائزہ لیا جائے تو اُن کے متعدد افسانوں میں ہمیں تانیثیت کی عکاسی نظر آتی ہے۔ افسانہ ''حسب و نسب'' میں اس عہد کے معاشرے کی بداعمالیوں کا ذکر ہے۔ اس کہانی میں رسم و رواج کی پابندی اور تہذیبی فضا ہے۔ کہانی میں چھمی بیگم کے رومان کی برفیلی چادر کے نیچے چھپی ہوئی سسکیوں، اندوہ گیں مسکراہٹوں اور غم کی کسک و کرب اور ٹیسوں کا اظہار ہے اور عورت کی محکومی کی وضاحت بھی، ہندوستانی معاشرے نے ہمیشہ سے عورت کو گڑیا تصور کیا ہے، اسے وفا کی اور محبت کی دیوی قرار دیا اور اسی سے وفا کی امید باندھتا ہے۔ اس ایک طرفہ وفاداری کی وجہ سے عورت کے حصے میں صرف محرومی، ذلت اور پسماندگی آئی۔

افسانہ ''اگلے جنم موہے بیٹانہ کیجیو'' طبقہ نسواں کے استحصال کا آئینہ ہے۔ یہ افسانہ نہ صرف ایک قوم، ملک یا کسی خاص طبقے کا المیہ ہے بلکہ ایک تہذیب، ایک ورثہ اور ایک تمدن کا المیہ ہے۔ اس ضمن میں خورشید زہرہ عابدی لکھتی ہیں:

''یہ افسانہ صرف ایک قرن کا نہیں ایک تہذیب کا المیہ ہے۔ عورت کی ازلی اور کبھی نہ ختم ہونے والی تنہائی اور انتظار جس کا مقدر ہے۔ قرۃ العین حیدر عورت کی زندگی اور اس کی قسمت سے سخت خوف زدہ ہے۔''(۳)

''اگلے جنم موہے بیٹانہ کیجیو'' جیسے افسانوں میں طبقہ نسواں کے استحصال کی بھرپور عکاسی کی گئی ہے۔ قرۃ العین حیدر کے افسانے کسی ایک حلقہ یا کسی خاص طبقہ تک محدود نہیں ہیں۔ بلکہ اس میں ایک کائنات سمٹی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ کیونکہ قرۃ العین حیدر کو نظرِ حیات پر دسترس حاصل ہے۔ اس ضمن میں قرۃ العین حیدر کے مندرجہ ذیل افسانے پیش کئے جاسکتے ہیں:

جب طوفان گزر چکا، سرِ راہ، آسمان نے بھی ستم ایجاد کیا، میں نے لاکھوں کے بول سہے، دریچے کے سامنے، زندگی کا سفر، اگلے جنم موہے بیٹانہ کیجیو، حسب ونسب، یاد کے اِک دھنک جلے، وغیرہ۔ یہ تمام افسانے معاشرتی اصلاح کے پیش نظر لکھے گئے اور اس کے ساتھ عورت کے حصول کے لیے انہوں نے اپنی تمام تر تخلیقی صلاحیتوں کا استعمال کیا۔ الغرض قرۃ العین حیدر نے اپنے قلم کے ذریعے طبقہ نسواں پر ناقابل فراموش احسان کیا۔

حوالہ جات:

۱۔ قرۃ العین حیدر ایک مطالعہ۔ ارتضیٰ کریم۔ صفحہ ۴۲۹
۲۔ نوائے سروش۔ مرتب۔ جمیل اختر۔ صفحہ ۶۹
۳۔ ترقی پسند افسانے میں عورت کا تصور، خورشید زہرہ عابدی۔ صفحہ ۲۱۱

مقالہ ہذا کی تیاری میں معاون کتب ورسائل:

۱۔ تانیثیت کے مباحث اور اردو ناول۔ شبنم آرا
۲۔ اردو افسانے میں مغربی ادب کے اثرات۔ شہناز شاہین
۳۔ اردو ادب کو خواتین کی دین، تحریک نسواں اور اردو ادب۔ علی احمد فاطمی
۴۔ قرۃ العین حیدر کی افسانہ نگاری۔ ڈاکٹر سہیل بیابانی
۵۔ ماہنامہ آج کل۔ دہلی
۶۔ ماہنامہ اردو دنیا۔ دہلی

SYED SHABBIR SYED VAZEER
(Research scholar)
Dr.B.A.M.U.Aurangabad
Email: shabbir.nanded@gmail.com
Mob No: 9923143197

Research Guide:
Prof. Dr. Maqbool Saleem
H.O.D. Urdu Dept.Parmiladevi
Patil Arts &Science College,
Neknoor,Tq.Dist.Beed.

☆ ☆ ☆